ضیا۔

بحرِ ہند میں مسلمانوں کا آخری بحری بیڑا

عثمانی ترک سلطان سلیم اوّل نے ۱۵۱۶ء میں مصر فتح کیا۔ ۱۵۲۰ء میں اس کی وفات ہوئی اور اس کی جگہ اس کا بیٹا سلیمان اوّل تخت نشین ہوا۔ ۱۵۲۶ء میں برصغیر پاک و ہند میں مغلیہ سلطنت کے بانی بابر نے ابراہیم لودھی کو پانی پت کے میدان میں شکست دی اور وہ شہنشاہِ ہند بن گیا۔

یہ وہ زمانہ ہے جب اسپینی و پرتگیزی اندلس کی اسلامی حکومت کو ختم کر کے مشرق کے سمندروں میں یلغاریں کر رہے تھے۔ اس وقت تک یورپ اور ہندوستان کی باہمی تجارت تمام تر مسلمانوں کے ہاتھ میں تھی۔ ہندوستان کا سامانِ تجارت وہاں سے جہازوں کے ذریعے مصر پہنچتا۔ مصر سے بحیرۂ روم کی یورپی بندرگاہوں کو بھیجا جاتا اور وہاں سے اندرون یورپ تقسیم ہوتا۔ اس عہد میں مصر بڑا آسودہ حال تھا۔ اور اس کی یہ آسودہ حالی اس بین الاقوامی تجارت کی وجہ سے تھی۔ بحرِ ہند میں مسلمان جہازرانوں کی عام آمد و رفت رہتی تھی۔ جنوبی ہند کے ساحلی شہروں میں مسلمان تاجروں کی بڑی بڑی تجارتی کوٹھیاں تھیں۔ اُن کے جہاز مدراس، سیلون اور خلیج بنگال سے گذر کر ملیشیا اور انڈونیشیا پہنچتے اور وہاں سے چین کے ساحلی شہروں تک جاتے۔ پرتگیزی ملاح جب مشرقی سمندروں میں آئے تو انھوں نے افریقہ کے ساحل سے چین تک ہر بندرگاہ پر۔

اسی زمانے میں واسکوڈی گاما پرتگالی ملاح اپنے جہازوں کے ساتھ نکلا اور بعض عرب جہازرانوں کی مدد سے ہندوستان کا بحری راستہ دریافت کیا۔ وہ پرتگال سے روانہ ہوا۔ افریقہ کا چکر لگا کر بحرِ ہند میں داخل ہوا، اور ۱۴۹۸ء میں اُس کا جہاز ساحلِ ہندوستان پر لنگر انداز ہوا۔

مصر کے مشہور اہلِ قلم زکی پاشا (شیخ العروبہ) اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: تاریخ ہمیں النہروالی کی زبان سے بتاتی ہے کہ پرتگیزی ملاح واسکوڈی گاما جب افریقہ کے گرد گھوم کر زنجبار کے ساحل پر پہنچا تو اُسے ہندوستان کی طرف جانے کا راستہ نہیں ملتا تھا۔ اس کو ابن ماجد

نام کا ایک عرب ملاح مل گیا۔ واسکوڈی گاما نے اس سے مدد چاہی لیکن وہ کسی طرح اس پر راضی نہ ہو جب اس کی تمام کوششیں ناکام ہوگئیں تو اس نے شراب سے کام لیا۔ ابنِ ماجد نے شراب کے نشے میں پرتگیزی ملاح کو بتا دیا کہ ہوا کے رخ پر جہازوں کو ڈال دو۔ اس طرح واسکوڈی گاما ساحل مالابار پر پہنچنے میں کامیاب ہوگیا۔ جب پرتگیزی جہازوں کی بحرِ ہند میں آمد و رفت ہونے لگی تو حکومتِ مصر کو اپنی تجارت پر زد پڑتی نظر آتی۔ اور اس وقت اس بین الاقوامی تجارت کی اجارہ داری مصر کے پاس تھی۔ چنانچہ مصر کے مملوک سلطان غوری نے (۱۵۰۱ء – ۱۵۱۶ء) نے ایک بحری جنگی بیڑا بنایا اور بحرِ ہند میں پرتگالیوں سے اس کی لڑائیاں ہوتیں۔ اسی زمانے میں سلطان سلیم مصر پر حملہ آور ہوتا ہے اور سلطان غوری اس کے خلاف لڑتا ہوا مارا جاتا ہے اب مصر عثمانی سلطنت کا ایک صوبہ بن گیا اور اس کے لیے بحرِ ہند میں پرتگالی بیڑے کا مقابلہ کرنا ممکن نہ رہا۔

اس کے بعد ترکی پاشا لکھتے ہیں کہ مصری بیڑے نے ان دنوں ایک قابلِ فخر کارنامہ یہ سر انجام دیا کہ پرتگالی بیڑا جو مکہ معظمہ کی بندرگاہ جدہ پر حملہ کرنا چاہتا تھا، اس کا راستہ روکا اور اسے اس ارادے میں ناکام بنادیا۔

یہ پرتگیزی جہازراں جزیرہ عرب اور ہندوستان کے ساحلی مقامات پر حملہ آور ہوئے۔ وہاں کی مسلمان آبادی کو تہ تیغ کرتے، مسجدوں کو گرجوں میں تبدیل کر دیا جاتا اور مسلمانوں کے تجارتی کاروبار کو تباہ کیا جاتا۔ اس طرح جزیرہ عرب اور خلیج فارس کا سارا علاقہ پرتگیزوں کی ترکتازیوں کا نشانہ بن گیا۔ اس وقت اسلامی ہندوستان میں کوئی مضبوط مرکزی حکومت نہ تھی۔ دکن اور گجرات کے بادشاہوں نے مصر کے بحری بیڑے کی مدد سے حملہ آوروں کا مقابلہ کیا لیکن وہ اس میں کامیاب نہ ہوتے اور اُن کے متعدد بیڑے کو شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ اس زمانے کی دو ترکی توپیں اب تک گجرات میں موجود ہیں۔ معارف اعظم گڑھ (دسمبر ۱۹۴۹ء) میں ان کے بارے میں یہ تفصیل شائع ہوئی تھی:

بحرِ ہند میں اسلامی ملکوں کے جہازوں کی آمد و رفت پرتگیزوں کی لوٹ مار سے بند ہونے لگی تو ایک طرف سے ترکی سلطان نے اپنا جنگی بیڑا بھیجا اور دوسری طرف سے سلطان محمود گجراتی نے ملک ایاز کو حکم دیا کہ وہ دیو بندر، دمن، اور تھانہ وغیرہ کے بیڑے لے کر رومی جہازوں کے ساتھ مل کر جنگ کرے۔ چنانچہ اس جنگ میں ترکی اور گجراتی توپ خانے نے اپنی آتش فشانی سے متعدد جہاز غرق

کرکے کامل فتح حاصل کی۔ مشہور مورّخ فرشتہ[1] نے لکھا ہے: سلطان گجرات نے اپنے غلام ایاز کو جو امیر الامرا اور سپہ سالار بھی تھا دیو بندر سے چند کشتیوں کے ساتھ جو جنگی سپاہیوں اور جنگی آلات سے بھری ہوئی تھیں، فرنگیوں کو نکالنے کے لیے نامزد کیا اور دس بڑے جہاز جو سلطان روم کی طرف سے جہاد کے لیے آئے تھے، اس کے ساتھ کر دیے۔ اور ایاز نے بندر جیول پہنچ کر پرتگیزوں سے مقابلہ کیا اور فرنگیوں کا ایک بڑا جہاز جس میں ایک کروڑ کا مال تھا اور ان کا افسر بھی اسی میں تھا مسلمانوں کی توپ کے گولوں سے ٹوٹ کر غرق ہو گیا۔

سلاطین گجرات میں بہادر شاہ کو خوش قسمتی سے فرنگی خان اور رومی خان دو ماہرینِ فن مل گئے تھے۔ رومی خاں نے ایسی ایسی توپیں ڈھالیں کہ ہندوستان میں آج تک کسی نے نہیں دیکھی تھیں۔ مرآۃ سکندری[2] میں ہے کہ رومی خاں نے فتح چتوڑ میں ایسے ایسے کرتب دکھائے کہ لوگ دنگ رہ گئے۔ رومی خاں ترکمان خاندان سے تھا۔ اس کا اصلی نام مصطفیٰ خاں ہے۔ چرکسی غلاموں کی طرف سے مصر میں تھا۔ وہاں سے یمن آیا۔ پھر عدن میں رہا۔ کچھ دنوں کے بعد ۹۳۷ھ میں بندر دیو (کاٹھیاواڑ) پہنچا۔ یہاں بہادر شاہ گجراتی نے اس کی بڑی قدر دانی کی اور رومی خاں کا خطاب دے کر افسر توپ خانہ بنا دیا۔ رومی خاں اپنے ساتھ ایک بہت بڑی توپ لایا تھا۔ اس کا نام عام طور پر لوگوں نے بعد میں مصری توپ رکھا۔ اس کے متعلق مرآۃ سکندری میں ہے: "سلطان محمد شاہ دیو پہنچا، اور چتوڑ فتح کرنے کی نیت سے وہ مصری بڑی توپ جو رومی خاں لایا تھا، دیو سے محمد آباد (جوناگڑھ) مع دوسری سو توپوں کے بھجوایا۔ کہتے ہیں کہ علاوہ بہت سے بیلوں کے جو اس میں جوتے گئے تھے تین سو کہار اس کو کھینچتے تھے۔"

اس توپ کا اصلی نام 'لیلیٰ' تھا۔ سلیمان ترکمان نے اس کو مصر میں ترکی سلطان سلیمان کے نام سے تیار کرایا۔ جب کامران (بحر ہند) کے قریب سلمان شہید ہوا تو امیر مصطفیٰ توپ خانہ اور جہاز لے کر بندرگاہ دیو آ گیا۔ یہ توپ آج کل جوناگڑھ کے قلعے میں مسجد کے سامنے رکھی ہے۔ کتابوں میں اس کا نام سلیمانی توپ ہے۔ یہ توپ ۱۳ فٹ سات بالشت لمبی ہے اور تقریباً ۲ فٹ کا دہانہ ہے۔ اس کا گولہ پتھر کا تھا، جو کئی من وزنی ہوتا تھا۔ اس توپ پر یہ عبارت منقوش ہے:

---

[1] بحوالہ معارف دسمبر ۱۹۴۹

[2] بحوالۂ معارف

امر بعمل هذه المكحلة فی سبیل اللہ تعالیٰ سلطان العرب والعجم سلطان العرب والعجم سلطان سلیمان خان بن محمد سلیم خان عز نصرہ لقهر اعداء اللہ والدین الکفار الداخلین ببلاد الهند برتغال اللعین فی محروسة مصر سنہ ۹۳۷ھ ۔ عملہ محمد بن حمزہ ۔

(یہ توپ ۹۳۷ھ میں مصر میں سلطان العرب والعجم سلطان سلیمان خاں بن محمد سلیم خاں کے حکم سے اللہ اور اس کے دین کے دشمنوں بلادِ ہند پر حملہ آور ملعون پرتگیزوں کو مقہور کرنے کے لیے ڈھالی گئی۔ ڈھالنے والا محمد بن حمزہ)۔

"مرآت مصطفیٰ آباد"، جو ریاست جوناگڑھ کی تاریخ ہے۔ اس میں گجرات میں ترکی بحری بیڑے کی آمد کے متعلق لکھا ہے: "سلطان سلیمان نے ۹۴۴ھ میں اپنے وزیر سلیمان پاشا کو قریب ایک سو چھوٹی کشتیاں دے کر بحیرہ عرب کی بندرگاہوں کی، جو فرنگیوں کے قبضے میں تھیں، تسخیر کے لیے بھیجا۔ پاشائے موصوف نے عدن آکر لڑائی کی اور شیخ داؤد کو قتل کرکے اس سے عدن لے لیا۔ بعد ازاں آگے بڑھ کر فرنگیوں کے مقابلے کو بندر دیو پہنچا۔ فرنگیوں سے لڑائی ہوئی، اور قریب تھا کہ رومی لشکر کی فتح ہو اور بندر دیو پر اس کا قبضہ ہو جائے۔ مگر اس اثنا میں آذوقہ گھٹ گیا اور خزانہ خالی ہوگیا تو بے نیلِ مقصود رومی لشکر روم کو واپس چلا گیا۔ اگر اس وقت امرائے گجرات میں نااتفاقی نہ ہوتی تو دیو سے فرنگیوں کا اخراج آسان تھا۔"

اس نااتفاقی کی مزید تفصیل یہ ہے کہ سلیمان پاشا کے متعلق امرائے گجرات کو یہ غلط فہمی ہو گئی تھی کہ وہ ہندوستان کی فتح کے ارادے سے آیا ہے۔ گجرات کے سلطان نے یہ دیکھ کر رسد اور اعانت بند کردی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سلیمان پاشا کو ناکام واپس جانا پڑا۔ جب وہ سلطان کے پاس قسطنطنیہ پہنچا تو ایک یمنی مورخ روح الروح کی روایت کے مطابق سلطان سلیمان نے غضب ناک ہوکر اس کو کہا: میں نے تجھ کو دیو سے فرنگیوں کو نکالنے کے لیے بھیجا تھا۔ ہندوستان کے مسلمانوں پر بادشاہ بنا کر نہ بھیجا تھا۔

"مرآۃ الممالک" نام کی ایک کتاب قسطنطنیہ میں چھپی تھی۔ یہ ایک عثمانی ترک بحری افسر سیدی علی رئیس کا سفرنامہ ہے، جسے بحر ہند میں پرتگیزوں سے لڑنے بھیجا گیا تھا۔ اسے بعد میں خشکی کے راستے

---

[1] کشف الظنون میں اس کتاب کا ذکر ہے۔ یہ ترکی میں ہے۔ مصنف کا سن وفات ۹۸۹ھ ہے۔ (ضیا)

واپس قسطنطنیہ جانا پڑا۔ اس کتاب کا کافی عرصہ ہوا، اُردو ترجمہ چھپا تھا، سیدی علی لکھتا ہے :

"جب ہمارے دہلی پہنچنے کی خبر ہمایوں کے گوش گذار کی گئی، اُس نے خان خاناں اور دوسرے اعلیٰ ارکانِ سلطنت کو چار ہاتھیوں اور ہزار ہا لشکریوں کے ساتھ ہمارے استقبال کے لیے بھیجا۔ اور سلطان المعظم کی تعظیم وتکریم کے لحاظ سے ہماری خاطر تواضع کی گئی۔ اسی روز خانخاناں نے ہماری دعوت کی اور شام کو ہمیں بڑے تزک و احتشام کے ساتھ شاہی محل میں لے جایا گیا۔ مَیں نے بادشاہ کی خدمت میں تحائف پیش کیے اور ہندوستان کو اس کے دوبارہ فتح کرنے کے متعلق ایک تاریخی قطعہ اور چند غزلیات نذر کیں۔ بادشاہ اس سے بڑا محظوظ ہوا۔"

سید علی کا بیان ہے کہ مَیں جلد سے جلد عازم قسطنطنیہ ہونا چاہتا تھا اور ہمایوں بادشاہ کا اصرار تھا کہ مَیں کم از کم ایک سال ضرور ہندوستان میں رہوں۔ بادشاہ نے عثمانی بحری افسر کو ایک علاقے کی گورنری بھی پیش کی تھی۔

سیدی علی نے یہ بھی لکھا ہے کہ جب وہ دہلی سے روانہ ہونے والا تھا تو ہمایوں بادشاہ سیڑھیوں سے پھسل کر مرگیا۔ اس نے اپنے سفرنامہ میں اکبر کی تخت نشینی کا بھی ذکر کیا ہے۔

مرآۃ الممالک کا یہ بیان کہاں تک قابلِ اعتماد ہے، اس بارے میں کچھ کہنا مشکل ہے۔ بہرحال یہ واقعہ ہے کہ ہندوستان کے مغل حکمرانوں بلکہ اُن کے اعلیٰ مورثوں تک کے عثمانی ترکوں سے تعلقات کبھی خوش گوار نہیں رہے۔ تیمور اور عثمانی سلطان یلدرم کے درمیان انقرہ کے قریب ایک خون ریز جنگ ہوئی تھی۔ جس میں آخر الذکر کو شکست ہوئی۔ بعد ازاں بابر کو ترکمانوں کے خلاف صفویوں کا ساتھ دینا پڑا جن کی عثمانیوں سے برابر لڑائیاں ہوتی رہتی تھیں۔ مغلوں اور عثمانیوں کی اس باہمی کشمکش سے جہاں تیمور اور یلدرم کے عہد میں مشرقی یورپ کی عیسائی ریاستوں کو فائدہ پہنچا اور وہ کچھ عرصہ عثمانی حملہ آوروں سے محفوظ ہوگئیں وہاں اکبر اور اس کے بعد کے زمانے میں اس کشمکش سے پرتگیزوں نے فائدہ اٹھایا اور اُن کے اور اُن کے بعد فرانسیسیوں اور انگریزوں کے قدم بحرِ ہند میں جم گئے۔

ہمایوں کے بعد جب اکبر برسرِ اقتدار آیا تو گجرات مغل سلطنت کا ایک صوبہ بن گیا۔ اب مغل حکمرانوں کو پرتگیزوں سے براہِ راست واسطہ پڑا۔ عزیز احمد اپنی کتاب "اسلامک ماڈرنزم

اِن انڈیا اینڈ پاکستان ۱۸۵۷ء-۱۹۶۴ء" میں اس دَور پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں: پرتگیزی جہازوں کی پہلے پہل جب ہندوستان کے ساحل پہ آمد و رفت ہونے لگی تو اسے اس سمندری تجارت کے لیے ایک زبردست خطرہ سمجھا گیا۔ جو ہندوستان اور ساحل عرب، مشرقی افریقہ اور مصر کے درمیان ہوتی تھی اور جس کی اجارہ داری عربوں کے پاس تھی۔ گجرات کے بادشاہوں نے پہلے مصر کے ممالیک سلاطین اور پھر عثمانی سلاطین کے ساتھ مل کر پرتگیزوں کے خلاف جنگیں کیں، لیکن وہ انھیں اُن کے بحرِ ہند کے ساحلی مقبوضات سے نہ نکال سکے۔ سولھویں صدی میں جب گجرات اکبر کی سلطنت کا ایک حصّہ بن گیا تو چونکہ مغل فرمانروا کے پاس اپنا کوئی بحری بیڑا نہ تھا اس لیے اس نے مصلحت یہی سمجھی کہ پرتگیزوں سے معاملہ کیا جائے۔ اس وقت تک پرتگیزیوں کا صلیبی جوش و خروش بھی ٹھنڈا ہو گیا تھا اور اس کے مقابلے میں ان کو ہندوستان کے حاجیوں کو حجاز لے جانے اور واپس لانے کا کاروبار زیادہ سُود مند نظر آیا۔ چنانچہ وہ اپنے حال پر چھوڑ دیے گئے۔ اکبر نے تو اس کی بھی کوشش کی تھی کہ اسپین کے بادشاہ فلپ دوم کے ساتھ عثمانی ترکوں کی مخالفت کے معاہدہ کرے۔

اسلام اور چند معاشی مسائل

از سید یعقوب شاہ

اس کتاب کے مصنف مالیات کے بھی ماہر ہیں اور دینی علوم سے بھی شغف رکھتے ہیں۔ اپنی اس تصنیف میں انھوں نے ربٰو، زکوٰۃ اور بیمہ جیسے زندہ اور اہم معاشی مسائل پر اظہار خیال کیا ہے اور کتاب و سنت، تاریخ، عمرانیات اور اقتصادیات کا غائر مطالعہ کرنے کے بعد اپنے نتائج فکر شستہ اور سلیس انداز میں قلم بند کیے ہیں۔

قیمت عام ایڈیشن: ۵ روپے

عمدہ ایڈیشن: ۶ روپے ۵۰ پیسے

سکریٹری ادارۂ ثقافت اسلامیہ، کلب روڈ، لاہور (پاکستان)